بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ربیع الاول کا مہینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی نسبت سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ ویسے ہر مسلمان اپنی زندگی کا اللہ تعالیٰ سے سودا کر لینے اور اس کی محبت و اطاعت کا عہد کرنے کے بعد اپنے دین کے ہر حکم میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرنے کا پابند ہو جاتا ہے اور اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ہر قدم پر یہ معلوم کرے کہ آیا اس کا یہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہر لحظہ ایک مسلمان کے دل میں رہتی اور باعث طمانیت قلب ہوتی رہتی ہے۔ نبی کے سوا کوئی انسان براہ راست اللہ سے دینی تعلیمات حاصل نہیں کر سکتا اور چونکہ رسول صرف زبانی یا تحریری شکل ہی میں اللہ کی وحی انسانوں تک نہیں پہنچاتا بلکہ اپنے ایمانِ محکم اور قوتِ عمل سے اللہ کی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے اور انسانوں پر یہ واضح کر دیتا ہے کہ اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہی انسانیت کا اعلیٰ مقصد اور کامیابی کی دلیل ہے۔ اللہ کے دین کو عملی طور پر نافذ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت بے پناہ قوتِ عمل فراہم کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کوئی انسان کامل طور پر اللہ کے احکام کے مطابق عمل نہیں کر سکتا اور نہ اس کا عمل دوسرے انسانوں کے لئے اسوہ و نمونہ قرار پا سکتا ہے، اسی طرح رسول کے سوا انسان کا براہ راست تعلق اللہ سے نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال و تشریح پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ساتھ ہی محمد رسول اللہ کی شہادت بھی جزو دین بن جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ کی کتاب ہی نہیں پہنچائی بلکہ

اعمال کے ذریعہ اللہ کی کتاب کا عملی نمونہ بھی پیش کر دیا۔ تئیس سال کی مساعی سے ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل فرمائی جس نے اللہ کی مرضی کو اپنی مرضی سمجھا اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہو کر بارگاہ الٰہی سے "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" (9/101) کی سند حاصل کی۔ الغرض رسول اللہ کی عظمت صرف کتاب اللہ پہنچا دینے پر منحصر نہیں بلکہ رسالت کے لئے منتخب ہونے کے ساتھ کتاب اللہ پر عمل کرنے، احکام الٰہی کو عام کرنے اور کتاب اللہ کے مطابق معاشرہ متشکل کر دینے کی وجہ سے بھی آپؐ کی ذات گرامی دوسرے انسانوں سے بہت زیادہ ممتاز و افضل ہے۔ اور اب ہر اس شخص کے لئے جو قرآن مجید کی طرف دعوت دے ضروری ہے کہ عمل بالقرآن کے لئے اسوۂ رسول اللہ کو ملحوظ رکھے اور جن خطوط پر آپؐ نے قرآنی معاشرہ کی تشکیل فرمائی تھی ان خطوط کو باقی رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن مجید سے متعلق وہ تعبیرات و تشریحات جو بالتواتر تمام دنیا کے مسلمانوں میں مشترک طور پر زیر عمل رہیں امت میں اتحاد کا باعث ہیں۔ اگر آج کسی شخص یا جماعت کو ان میں تغیر و تبدیلی کی اجازت دے دی جائے تو امت میں افتراق کا لامتناہی سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ دوسری طرف اسلام کو نافذ کرنے کے لئے صحیح اور کامیاب طریقہ وہی ہوگا جس کا عملی نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔

مرکزی وزیر اطلاعات و قومی امور نوابزادہ محمد شیر علی خان نے ایک محفل میلاد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"دین اسلام نے ایک ایسا معاشرتی اور اقتصادی نظام دیا ہے جس کے عدل اور مساوات کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اس محمدی نظام میں صرف روٹی کپڑے کا بندوبست ہی نہیں۔ بلکہ سب کے لئے عزت، محبت، شفقت، ہمدردی، باہمی میل جول اور مضبوط روحانی رشتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے عملی پہلو کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور اس سے ہدایت حاصل کرتے رہیں، اور آنحضرتؐ کے بتائے ہوئے طریقوں پر پوری طرح عمل کریں۔ اس میں مسلمانوں کی دونوں جہان میں کامیابی ہے۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ذاتِ اقدس کے سوا کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہوا، اور نہ ہوگا، جس میں انسانیت کی تمام اعلیٰ خوبیاں یکجا ہوں۔ ان کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے جس سے بادشاہ، فقیر، حاکم، محکوم، کمانڈر، سپاہی، باپ بیٹا، پڑوسی دوست، سبھی اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں یکساں ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے دنیا کے سامنے شہادت دی کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کے قوانین نہایت آسان۔ اس کے اصول سچے اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔ انھوں نے کہا کہ قرآن کریم سرتاپا پیغام عمل ہے۔ اور اس پیغام کی مکمل اور عملی تفسیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور خود رسول مقبولؐ کے ارشاد کے مطابق رسول اللہؐ کا محض نام لے لینا اور حضورؐ کی پاک سیرت کا ذکر کر لینا اور سن لینا ہی کافی نہیں ہے۔ رسالت کا اصل مقصد اللہ کی اطاعت اور رسول کی پیروی ہے۔ رسول اللہ کے حضور ہمارا اصلی اور صحیح خراج اطاعت و پیروی کا خراج ہے۔ اور یہ خراج صرف عمل کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے! اسلام میں عمل پر بڑا زور دیا گیا۔ اسی لئے اسلام کو عملی دین کہتے ہیں اس کی ساری تعلیم عملی تعلیم ہے عمل ہی کو دنیا کی کامیابی کا ذریعہ اور آخرت کی نجات کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی نعمتیں قرآن مجید اور اسوۂ رسولؐ کی صورت میں ملی ہیں۔ اسلام کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اور اس پر صحیح طریق سے عمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی دونوں طریقے مقرر کئے ہیں۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کو دوسرے سے الگ کر کے نہ اسلام کو سمجھا جا سکتا ہے نہ روحِ اسلام کو پہچانا جا سکتا ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ ہمیں سیرت کے عملی پہلو کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ قول و عمل کی سچائی اور پاکیزہ کردار کی قوت سے دین اسلام پھیلاتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے تیم وحشی بدوؤں کو چند سالوں میں انسانیت اور شرافت، اخلاق و مروت، ہمدردی و اخوت، غم گساری اور محبت کی ان منزلوں تک پہنچ جہاں آج اس قمری دور کا مہذب انسان بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

میلاد کی مجالس ہی میں نہیں مسلمان ہر موقع پر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی دنیا و آخرت کی فلاح رسول اللہ کی سنت پر عمل کرنے میں پنہاں ہے لیکن ہم جب اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں تو سنتِ رسولؐ سے دور کا واسطہ بھی نظر نہیں آتا۔ اسلامی معاشرہ کی روحانی و اخلاقی اور سماجی اصلاح کے لئے "اقامت صلوٰۃ" اور مادی و معاشی بہبود کے لئے "ایتاء زکوٰۃ" اور انفاق فی سبیل اللہ پر قرآن مجید نے بار بار تاکید کی ہے اور رسول اللہؐ نے اپنے مبارک عہد میں امت کو جس طرح ان خدائی احکام پر عمل پیرا بنا کر ساری امتِ مسلمہ کو روحانی و مادی بلندیوں تک پہنچایا تھا اسے دیکھتے ہوئے کوئی صاحب نظر دیندار یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کتاب اللہ کے سارے احکام کو عمل میں لانے کیلئے "نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ" قائم کئے بغیر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر سکتے یا ایک اسلامی مملکت

ر کر سکتے ہیں۔

دین کا وہ بنیادی ستون ہے کہ اسے قائم کئے بغیر نہ امت مسلمہ میں اجتماعی شعور پیدا ہو سکتا
ِ کردار، نہ ان کا اللہ سے تعلق استوار ہو سکتا ہے نہ مرکز سے رابطہ برقرار رہ سکتا ہے۔ صلوٰۃ
ہم مسلمانوں میں اخوت و مواسات، یکجہتی و مساوات پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کو ایک
، جوڑنے اور ان میں مل جل کر شوری سے اپنے معاملات حل کرنے کے لئے صلوٰۃ ہی واحد
۔ ایک اسلامی نظام برپا کرنے والی حکومت نظام صلوٰۃ کی پوری پوری نگرانی لئے بغیر نہ
ملی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر سکتی ہے نہ مسلمانوں کے بکھرے دانوں کو ایک لڑی میں
ہے، معاشرتی خرابیوں، سماجی ناانصافیوں اور رسم و رواج کی حدود فراموشیوں کو درست
لئے نظام صلوٰۃ کی کامیاب جانشینی کوئی نظام نہیں کر سکتا، آج ہم نے مساجد کی صحیح تنظیم
، اقامت صلوٰۃ سے اعراض کرنے کے بعد معاشرہ کو منظم کرنے کے لئے اس کے جتنے بدل تجویز
ی وہ مسلمانوں پر مالی بار کے علاوہ اپنے مقصد میں بھی ناکام رہے ہیں۔ مساجد جن پر مسلمانوں
اب قومی دولت صرف ہوتی ہے، ابھی تک انہیں ان کا صحیح مقام دلانے اور ان سے وہ تمام
حاصل کرنے میں جن کے لئے وہ بنائی جاتی ہیں، مسلمان محروم ہیں۔ اقامت صلوٰۃ کافر و مسلم
یان حد فاصل ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ جس نے صلوٰۃ قائم کی اس نے دین کو قائم کیا اور
نے صلوٰۃ کو گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔ مومنین کی سیرت و کردار کی پختگی نظام صلوٰۃ کے بغیر
ن ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ رسول اللہؐ کی سنت میں مساجد اور اقامت صلوٰۃ کا جو مقام تھا،
ی بازیابی کے لئے نہ حکومت توجہ دے رہی ہے نہ دینی جماعتیں۔

نظام صلوٰۃ کے بعد ایتائے زکوٰۃ کی باری ہے۔ امیر مسلمانوں سے غریبوں کی حالت بہتر بنانے اور
، کے باشندوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا رسول اللہ صلی اللہ
ہ وسلم کی سنت ہے۔ صدیوں سے غیر اسلامی حکومتوں نے اس نظام کی برکات سے ہمیں محروم کر دیا
ہ۔ غیر مسلم حکومتوں کے عہد میں لوگوں نے نجی طور پر زکوٰۃ لینے دینے کا جو سلسلہ جاری کیا تھا اسے
سلامی حکومت میں برقرار رکھنا نہ صرف بدنظمی کا باعث بنا ہوا ہے بلکہ اس طرح دولت کے صحیح مصارف
ہونے کی وجہ سے ملک میں فقر و احتیاج بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام زکوٰۃ

جاری کرنے کے بعد جلد ہی یہ اعلان فرما دیا تھا کہ اب کوئی بھیک نہ مانگے جسے سوال کرنا ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اسی نظامِ زکوٰۃ کی بدولت یمن کے تمام فقیروں کو چند سال کی مدت میں اتنا امیر بنا دیا تھا کہ وہاں سب زکوٰۃ دینے والے بن گئے تھے اور کوئی زکوٰۃ لینے کا مستحق باقی نہ رہا تھا

آج مسلم معاشرہ میں جو انتشار اور بے چینی پائی جاتی ہے اس کا ایک علاج تو سنتِ رسولؐ سے مل رہا ہے اور دوسرا طریق علاج انسان اپنے تجربات سے پیش کر رہا ہے۔ ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں ایک تو اللہ کا راستہ جس کی کامیابی پر رسول اللہؐ کی سنت شاہد ہے یا پھر لوگوں کا راستہ جو ایک قدم چلتے ہیں اور دوسرا قدم رکھنے کے لئے تردد و حیرانی میں پڑ جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافتِ راشدہ کے دور میں نظام صلوٰۃ و نظام زکوٰۃ اسلامی حکومت کی نگرانی میں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں میں نفاق و افتراق جڑ نہ پکڑتا تھا۔ وہ اپنی پوری قوتوں سے اسلامی حکومت کی تائید کرتے اور پوری آزادی سے اسلامی حکومت کے غلط اقدام پر تنقید کرتے۔ اسلامی حکومت پوری توجہ سے اپنی رعایا کو اسلامی بلند مقاصد تک پہنچانے میں لگی رہتی تھی۔ عوام میں یہ شعور تھا کہ ہم اپنے معاملات اور اپنے تمام کاموں کا انتظام خود نہیں کر سکتے لہذا اپنے نمائندوں سے یہ خدمات لیتے ہیں۔ حکومت کا عملہ جانتا تھا کہ وہ عوام کی مشکلات آسان کرنے اور ان میں نظم و ضبط پیدا کرنے پر مامور ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اپنے فرائض دیانت و امانت سے انجام دینے کی تاکید کی ہے۔

ہمارے سامنے دو راستے ہیں یا تو قرآن اور سنتِ رسول اللہؐ کو اختیار کریں یا اللہ کا راستہ چھوڑ کر غیر اللہ کی دریوزہ گری اپنا شعار بنائیں۔

فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم